

اگر کسی ہوتی تو عمر نہ برتی اور آدمی گناہ کرنی سے محروم الزرق ہو جاتا ہی  
ایک گناہ تو یہی ہے کہ قطع رحم کری اور محتاج ہو جائے اور کسی ہی ہے  
کہ صلہ رحم کرے اور زیادہ جیسی اور وعاد کرتا رہی جس سی ظمین آسمانی  
دور ہوتی زمین سلمان کا لفظ رفعایہ ہے لایرد القضاء الا الدعاء ولا یزید  
فی العبر الا البر رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن عبد الرحمن بن عوف  
سمعا رفعایہ کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون  
خلقت الرحم وشفقت لها من اسی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته ای  
قطعتم رواہ ابو داؤد والترمذی ابوحیان یہ حدیث قدسی ہی اس میں ہر جہت سے  
اس امر کی کہ لفظ رحم کا نام مبارک رحمن سے نکلا ہی وابتداء اللہ کہ اس کے  
وصل قطع کی طرف بغایت درجہ توجہ ہی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح  
کہا ہے لیکن منذری کہتے ہیں کہ تصحیح مذکور میں نظر ہے حدیث  
عبد اللہ بن ابی اوفیٰ میں منسہر یا یہی لا تنزل الرحمة علی  
قوم فیہم قاطع رحم رواہ البیہقی مضی جس کسی قوم کی اندر کوئی قاطع  
رحم ہوتا ہے اوس قوم پر اللہ کی رحمت نہیں اترتی اور حدیث ابی  
بکرہ میں کہا ہی ما من ذنب احری ان یعجل الله لصاحبه العقوبة  
فی الدنیا مع ما یدخره فی الآخرة من البغی وقطیعة الرحم رواہ الترمذی  
وابوداؤد وابن ماجہ وقال الترمذی حدیث حسن صحیح والمحاکمہ وقال صحیح

الامتنان من مبادی و قطع رحم ایسا گناہ ہے کہ اگر اس کی عقوبت میں اسی  
 دنیا کی اندر شتابی کرتا ہے اور آخرت کی جزا تو علیحدہ ہی ابو ہریرہ رضی  
 اللہ عنہ یمن تعلیٰ من انسا لکم ما فعلتوا بہ امرجا لکم فان صلاہ الرحم حبة فی  
 الاہل مشراۃ فی المال منساة فی الاثر و اہل الذم و استنبیہ تم ایسا نسب معلوم کر لو  
 تاکہ صلہ رحم کر سکو یہ صلہ رحم محبت ہی گہرا لون میں ثروت ہی مال میں خیر  
 اجل میں اس حدیث میں صلہ رحم کے تین فائدہ بیان فرمادی ہر فائدہ بجا  
 خود ایک نفع عظیم و غایت مراد ہر شخص سے یعنی محبت ایک عزیز الوجود حیرت  
 اس طرح آسودگی کہ ہر شخص و متمتع ہونا چاہتا ہے اسی طرح طول عمر کہ ہر کوئی اسکا  
 خواست گامری سویب مراد است ایک صلہ رحم کے طفیل میں میسر آسکتی ہیں  
 مندری نے کہا مراد منساة فی الاثر سی زیادت فی العمر ہے انتہی ہر کوئی بطریق  
 ہی باسناد و لا باس بہ حدیث علامین خارجہ سے روایت کیا ہے دوسرا  
 لفظ ابو ہریرہ کا زفنا یہ ہے من کان یقنن باللہ والیوم الآخر فلیصل رحم  
 الحدیث رواہ البخاری اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحم علامت ایمان ہے اور  
 دلیل ایقان علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں من سدا ان یدلہ فی عمرہ  
 ویسع لہ فی رزقہ ویذفع عنہ میتۃ السوء فلیتق اللہ ویصل رحمہ  
 رواہ عبد اللہ بن الامام احمد فی نزواتہ والبر اسناد حنیف و الحاکم  
 یعنی صلہ رحم سی عمر و رزق ہوتی ہے اور رزق کی کشائش اور بریعت سی

بجا و رہنمائی یہ تین فائدہ ہوئے پہلا فائدہ سب سے بڑھ کر ہی اسلمی کہ عتبا  
 خاتمہ کا ہی جب خاتمہ سود نہوا تو سب کام درست ہو گیا ختم اللہ لنا  
 بالحسنہ ووقانا مینة السوء عمنہ وکرمہ امین ابن عباس کا لفظ موع  
 یہی مکتوب فی النوراة من احسان یزاد فی عمرہ ویزاد فی رزقہ فلیصل رحمہ  
 رواہ البزار باسناد لا یاس بہ للحاکم و صحیح ابن کثیر مین حضرت نبی فرمایا ہی  
 ان الصدقة وصلة الرحم یزید الله فی العمر ویدفع بعلمینة السوء ویدفع  
 بهما للکفرة والمخذ وراواہ ابو یعلی یعنی صدقہ و صلہ رحم کرنے سے عمر  
 بڑھتی ہے بری موت دور ہوتی ہے مکروہ و محذور دفع ہوتا ہے ابن  
 عباس کا لفظ رفعا یہی کہ اسد قوم سے گھروں کو آباد کوتاہی اور مال کا  
 پھل دیتا ہی اور جب سی او کو پیدا کیا ہی تب سی غصے کی نظر سے طرف انکی  
 نہیں دیکھا پوچھا یہ کیونکر ہوتا ہے فرمایا صلہ رحم کرنے سے راواہ الطبرانی  
 باسناد حسن و الحاکم ابو ہریرہ نے رفعا کہا ہے رحم مجتنب ہے  
 رحمان سے کہتا ہی ای ب ت مین قطع کیا گیا میری ساتھ بڑائی کی گئی مین مظلوم  
 ہو ارب جواب تیا ہے کہ کیا تو سپر راضی نہیں ہے کہ مین وصل کروں اس سے  
 جو تیرا وصل ہو اور قطع کروں او کو جو تیرا قاطع ہو راواہ احمد باسناد  
 جید قوی و ابن حبان ام کلثوم بنت عقبہ کا لفظ رفعا یہ ہے  
 افضل الصدقة الصدقة علی فی الرحم الکاشف راواہ الطبرانی و ابن خزيمة و الحاکم و قل صحیح و علی

کاشخ سے مراد وہی جو پیچھے دشمنی رکھتا ہے یعنی جو صدقہ قرشتہ و غیرہ کو دیا جاتا ہے  
 وہ اجر میں سب صدقات سے افضل قرار دیا گیا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے  
 تین چیزیں ہیں جس کسی شخص میں ہوں گی اللہ اس کا حساب آسان کرے گا اور اس کو  
 اپنی رحمت سے بہت میں لے جائیگا پھر چاہے وہ کیا ہی منہ نہ مایا تعطیٰ من حرمک  
 وتصل من قطعک وتعم من ظلمک فلا فعلت ذلک بل شاک الله الحجة رواه  
 الدار والطبرانی والحاکم وقال الصمیم کلا سناد یعنی جو شخص تجھ کو ہندی تو اس کو روک دے  
 اور جو تجھے توڑی تو اس سے جوڑ اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو مساف کر  
 جب تک یہ تینوں کام کرے گا تو پھر پرست میں جاوے گا سلف میں ایسے لوگ بہت تھے  
 کہ خلف میں نہ لے جاتے تھے بلکہ جہنم میں جاتے تھے اپنی قاتل کو خون بخش دیتے تھے  
 انتقام نہ لیا جسطرح کہ امام حسن علیہ السلام نے کیا تھا ہم یہی تسلیم کی غرض والین کے  
 بے نیازی تری عادت ہی پہنچ جائے رفا کہتی ہیں اس طرح الخیر و ابی  
 الرواصلة واسرع الشرف عفو العی وقطیعة الاحد رواه ابن ماحہ  
 یعنی بڑے سلسلہ کا اجر بہت جلد ملتا ہے جسطرح کہ یعنی قطع رحم کا عقاب بہت جلدی  
 کرتا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ان اعمالی اذم تعرض کل جیس لئلا الجمعة ولا  
 یقبل اعمال قاطع رحم رواه احمد ورواہ تقات یعنی سب لوگوں کے اعمال  
 ہر شب جمعہ کو عرض کئی جاتی ہیں قاطع رحم کا عمل قبول نہیں ہوتا یہ بات کہ قاطع  
 رحم داخل جنت نہ ہو گا کئی حدیثوں میں آئی ہے فضل بیان میں مدد رحم والدین

ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک مرد نے کہا اے رسول خدا میں نے اپنے چچا کو قتل کر دیا  
یعنی کون زیادہ سچ ہے ساتھ حسن صحبت کی جسکے ساتھ میں اچھا برتاؤ کروں  
فرمایا تیری ماں پر دوبارہ بارہا دوسرے ہیں پوچھا ہر بار یہی منہ لیا کرتی ہیں  
چوتھے بار میں کہا کہ تیرا باپ پہ فرمایا تم ادناک فادناک یعنی جو چچے زیادہ تر  
قریب ہو یعنی رشتے میں متفق علیہ یہ حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ بچے  
زیادہ استحقاق صلہ رحم کا ماں باپ کو ہی پر انہیں ماں مقدم ہے باپ پر بعد  
وہ رشتہ دار میں جو رشتی میں زیادہ تر نزدیک ہوں ان کو دور کے رشتہ داروں پر مقدم کر  
یہ چار شخص ہی جنکی ساتھ صلہ رحم کرنا واجب ہے اسما بنت ابی بکر کہتے ہیں میری ماں  
آئی اور وہ مشرکہ تھی عہد قریش میں یعنی برمانہ صلح حدیبیہ میں کہا اے رسول خدا  
میری ماں آئی ہے اور وہ راغب ہی یعنی کفر میں یا میری ماں میں کیا میں اس کے ساتھ  
صلہ رحم کروں فرمایا ماں صلہ رحم کر متفق علیہ لمعات میں کہا ہی حدیث  
دلیل ہے اس بات پر کہ نفقہ کا فرمان باپ کا مسلمان اولاد پر واجب ہے اور  
احسان کرنا ساتھ کفار کے جائز ہے یہی حدیث عمرو بن عاصؓ ہی کی مؤید ہے  
وہ کہتے ہیں حضرت نبی فرمایا ہی کہ ابی ٹھکانے لابی فلان میری اولیا نہیں ہیں  
میں ان کو بہ سبب قرابت کے دوست نہیں رکھتا سیدہ دوست اللہ و صلح  
موسنین میں لکن ان کے لئے رحم ہے یعنی رشتہ سہ میں ان کو ترک کرنا ہوتا ہے  
یعنی صلہ رحم کرنا ہوں متفق علیہ بعض نبی کہا ہی مراد آل فلان کے

ابوہب یا ابوسفیان یا حکم بن العاص یا عمار سارے طوائف قریش یا خاص بنو  
یا آپکے اعمام میں ظاہر حدیث ہی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ سب مسلمان تھے  
جیسے اور اونے کوئی علاؤ الفت لی کا نہیں ہے مگر سب قیامت کی صلہ  
رحم کرتا ہوں معلوم ہوا کہ صلہ رحم کرنے کے لئے کچھ اسلام شرط نہیں ہے  
اس صلہ میں والدین سارے اہل قرابت پر مقدم ہوتے ہیں بخدا و ان کی صلہ  
ایک یہ ہی کہ اوکو گالی نہ دے حدیث ابن عمر میں منہرایا ہی گالی دینا مان  
باپ کو گناہ کبیرہ ہی کہا گیا کوئی والدین کی ہی گالی دیتا ہے فرمایا مان کسی  
باپ مان کو گالی دیتا ہے تو وہ اسکی مان باپ کو گالی دیتا ہے متفق علیہ  
تو یا غیر سے گالی دلو نا ویسا ہی ہے کہ خود اوکو گالی دے کیسے ردیوں کو  
ایسا بہت کیا کرتے ہیں غلاموں کو کفار اللہ سے گرامد خویش دوست داری  
دشنام مدہ بمارس \* مرزا محمد علی صاحب محمد علی نے خوب کہا  
سے دین خویش دشنام میا لا صاحب \* تمیز رقبہ پر جس کو دہی باز  
دوسرا صلہ متعلق والدین کے یہ ہی کہ جو لوگ مان یا بچی دوست ہوں ان کی ساتھ  
حسن سلوک کرے خاطر داری و ادب لحاظ و مروت سی پیش آئی حدیث  
ابن عمر میں منہرایا ہی مان من ابیہ و ابیہ بعد ان یولی اولاد  
مسئلہ یعنی بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی دوستدار و نیکی ساتھ  
کری بعد میں پر نیکی یعنی بعد موت یا غیبت پر رکے ہی حکم مان کے دوستوں سے

اسنے کہ لفظ نب اسم جنس ہی اوسمین ہن ہی شامل ہے حکایت عبداللہ بن سنان  
کہتے ہین ابن عمر کو ایکساعربی نکذ کی راہ میں ملا ابن عمر نے اوسکو سلام کیا اور اپنے  
گدھے پر سوار کرایا چہر خود سوار ہوتے ہتے اور اپنا عمار اوسکو دیا جو خدا کی سرپرست  
ابن سنان نے کہا اصلحہ اللہ لوگ دماقی ہین تھوڑی سے چیز میں خوش ہو جاتے ہین  
کہا اسکا باپ عمر بن خطاب کا دوست تھا اور میں نے حضرت بنی سناہے کہ فرمائی  
ان ابر البرصلة الولد اهل ذابیه رفاہ مسلوا ابو برد کہتے ہین میں نے  
میں آیا میرے پاس ابن عمر آئے فرمایا تو جانتا ہے کہ میں تیری پسین کس سے  
آیا میں نے کہا ہین کہ میں نے حضرت کو سنا فرماتی ہے من احب ان یصل اباءہ  
فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ اور میری باپ عمر اور میری مکی دریا  
برادری دوستی تہی میں نے اوسکا صلہ کرنا چاہا سداہ ابن حبان معلوم ہوا کہ فقط انا جہانا  
اور محبت سی بات کرنا ہی ایک طرح کا صلہ ہے اور مراد برادری سے سبکدوش  
اسلام ہے نہ اخوت نسب تیر اصل متعلق مان باپ کے یہ ہے کہ اگر مان باپ  
حکم دین نہ جو رو کو طلاق دے تو انکی اطاعت کری ایک شخص نے ابوالدرداء  
کہا تھا کہ میری مان کہتی ہے میں اپنی جو رو کو چھوڑ دوں کہ میں نے حضرت کو سنا ہی فرماتی  
ہی سنا وسط البواب جنت ہی چاہی تو اس کی جہانی کر اور چاہی ضایع کر دے  
الزود و صحہ وابن حبان لکن انکی روایت میں بجای مان کے باپ آیا ہے  
یعنی جنت کی بہت سی وارے ہین ان سب میں بہتر دروازہ وسطی داخل ہونی بہت برک

خلف حقوق والدین کا سے مراد والد سے ابجد اسم میں ہے موجب پانچا یہ حکم ہے  
تو مان بالا ولی دخل ہو کی ابن عمر کہتے ہیں میری بی بی ایک عورت تھی میں نے  
چاہتا تھا اور عمر اوس سے ناخوش تھے مجھے کہا تو اس کو طلاق دیدیے میں نے نماز  
پاس حضرت کے آئے اور یہ ذکر کیا حضرت نے مجھے سنر مایا کہ تو اس کو طلاق دیدیے

رواہ اهل السنن الاربع وصححه الترمذی ابن جابر حضرت ام حیل نے یہی حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کے اشارہ سے بی بی کو طلاق دیدی تھی یہی حکم والدہ کا حقین  
اولاد کے ہے ان کا اصل اطاعت والدین کی اولاد پر واجب عین ہے مگر حدیث  
میں یہ صلہ و اطاعت موجب دخل جنت کا ہوتی ہے اور قیامت و حقوق سب  
داخل نار کا ہے عائشہ کہتی ہیں حضرت فی فرمایا ہے میں جنت میں گیا میں نے  
وہاں قراءت سننی پوچھا یہ کون ہے کہا عاترہ بن نعمان کذا لکم اللہ کذا لکم اللہ  
یعنی نیکی ایسی چیز ہوتی ہے جو اپنی مانگے ساتھ بڑی نیکی کا رہتی ہر واہ ف  
سرح السنة والبیہی ابن عمر و کالغفار فحایہ ہے کہ رضارب کی ضمان  
باپ کی اور خطرب کا خط میں باپ کی ہے رواہ الترمذی حکایت  
ابن عمر نے کہا ہے ایک آدمی نے اگر کہا ای رسول خدا میں نے ایک ناکہ کیا ہے  
میری توبہ قبول ہو کی ماہین سنر مایا تیری مان ہی کہا نہیں کہا تیری خالہ ہے  
ابا مان فرمایا اوس کی سیکی ساتھ نیکی کر رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ صلہ والدین سے کفار  
و ذنب عظیم کا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر مان نہ تو خالہ ہی کے ساتھ احسان کر کرے



کہ یہی گویا مان کے ساتھ سلوک کرنا ہے۔ و نیز حضرت چوہتا صمد متعلق والدین  
یہ ہے کہ بے اونکی اذن اجازت کی کسی عبادت پر اقدام نہ کری اسلیٰ کہ  
اونکی خدمت و رضامندی مقدم ہے عبادت نافذہ پر حدیث معاویہ بن  
جاہم میں آیا ہے کہ جاہم پس خضر کے آیا اور کہا اسی رسول خدا میں جہاد  
کرنا چاہتا ہوں اور آپسے مشورہ لینے آیا ہوں فرمایا تیری مان ہے کہا ہاں  
فرمایا اوسکی خدمت میں لگا رہت نہی اوسکے قدم کے ہے رواہ احمد  
والنسائی والبیہقی وابن ماجہ والحاکم وقال صحیحہ الاسناد ورواہ الطبرانی اسناد

جید ولفظہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخیر فی الجہاد فقال لا الذ والد اذنت نعم قال لو کان الخ جلیلاً  
یعنی عرض تیری جہاد سی ہی ہے کہ تو بخشا جائے سو یہ مدعا تیرا ہون ہی  
حاصل ہو سکتا ہے کہ تو خدمت پر و ماورین رہے حدیث ابن عمر میں  
رفا آیا ہے کہ ایک مرد نے اگر حضرت سی کہا میں بیعت کرتا ہوں آپسے  
ہجرت و جہاد پر مجھے جستجو ہی اجر کی اللہ سے فرمایا تیرے مان باپ میں کوئے  
موجود ہے کہا ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا کیا تو اللہ سے طالب اجر کا ہی کہا  
ہاں فسار یا ارجع الی والدیک و فاحسن صحیحہ و صحیحہ یعنی جا مان باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کر  
اسی طرح حدیث ابوسعید میں آیا ہے کہ ایک زمین سی ہجرت کر کے پاس خضر کے  
آتا تھا فرمایا میں کوئی تیر ہی کہا میری مان باپ میں فرمایا اوہ ہوں نے  
تجکو اجازت دیدی ہے کہا نہیں فرمایا تو اونکی پاس پہرہ اور اذن مانگ اگر اذن میں

خیر جہاد کرورنہ ان کے ساتھ نیکی بجالاؤ اور اہل داؤد حدیث دلیل ہے  
اس بات پر کہ ہجرت جہاد سے عبادت غلطیہ کے لئے اذن والدین کو مقدم  
رکھا اور بے اذن کے بجالانا اس عبادت کا جائز نہ فرمایا اس سے کمال علم  
درجہ والدین کا نزدیک اللہ و رسول کی ثابت ہوا حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے  
حاء وجعل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد فقال اسی والدک قال نعم قال  
فقیہما فجاءہما رواہ مسلم وغیرہ حضرت توبہ ارشاد فرمایا میں اور اس  
زمانہ کے اولاد کو ہمنے دیکھا ہے کہ وہ ہر کام میں بلا اذن والدین کی جسارت  
کرتے ہیں بلکہ نخط والدین کو اونچی رضا پر مقدم رکھتے ہیں اور کچھ پر و خرابے  
آخر تک نہیں کرتے بلکہ اولیٰ طالب اپنی اطاعت و رضا کے والدین سے  
بہتر ہیں و نفع باللہ غصہ باللہ حدیث ابو امامہ میں آیا ہے کہ ایک شخص نے فی کہا ای  
رسول خدا ماحق الوالدین علی ولدهما فرمایا ما جنتک و نالک رواہ ابن ماجہ  
یعنی مان باپ حق میں اولاد کے بہت و دوزخ میں اگر مان باپ اولاد کے  
راضی ہیں تو وہ بہشتی ہے ورنہ دوزخی حقوق والدین میں رسالہ  
اسعاد العباد طبع ہو چکا ہے اس جگہ بیان کرنا انواع صمد کا مقصد ہے نہ  
حقوق کا حدیث ابن عباس میں فرمایا ہے ما من ولد بارینظر الی  
والدہ نظرة رحمة الا کتب اللہ لہ کل نظرة حجة مبرورہ قالوا وان نظر کل یوم  
مائتة مرة قال سمی اللہ اکبر و اطیب رواہ البیہقی فی شعب الیمان

اس حدیث میں قائل کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتبہ مان یا پکا بعد خدا  
 و رسول کے کس درجہ تک ساری خلق سے زیادہ تر ہے گویا وجود والید  
 ایک ذریعہ قوی اور وسیلہ جمیل ہے حصول عبادت مقبول کا اور عبادت  
 ایک غنیمت بارہ اور نعمت عظمیٰ ہے کہ ہمیشہ محنت و محنت ہاتھ آتی ہے سفر  
 حج کی مشقتیں اور مصارف راہ کی کلفتیں وہی جانتا ہے جس کی پیفر کیا ہے پھر  
 حاجی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا حج قبول ہوا یا رد بخلاف اس نطفہ کی  
 اس میں کوئی محنت و تکلیف نہیں ہے مہذا مفت کا ثواب بقدر ایک حج  
 مقبول کے ایک دین حاصل ہوتا ہے و لہذا محمد مگر نالائق اولاد ہوسکتی قدر  
 نہیں جانتے مان باپ سے بالہا سال اور بعض تمام عمر خدا رہتے ہیں مشکل  
 نہیں دیکھتے سو وہ اس نعمت بی بدل سے محروم ہے حضرت فی بار والید  
 و عادی ہے معاذ بن انس نے رفع کہا ہے من بر والدہ طویلہ مراد اللہ فی عمرہ  
 روا ابو یعلیٰ و الطبرانی و الحاکم و قال صحیح الاسناد و صلہ ایک چیز ہے وہ برابر  
 نصیب ہوا جسے کہ یہ دعا نہ لی بلکہ بد دعا کی کہ چونکہ دوسری حدیث میں غیر  
 بار کو بد دعا دی ہے ابو ہریرہ رفع کہتے ہیں رَغْمُ الْفَتَّةِ ثُمَّ رَغْمُ الْفَتَّةِ ثُمَّ رَغْمُ  
 الْفَتَّةِ قیل من یا رسول اللہ قال من ادراک والدہ عند الکبر و ااحدهما  
 ثم ایدخل الجنة رواہ مسلم یعنی وہ شخص کون میں جسے مان باپ و نون کو یا ایک کو اس میں  
 حالت سیری میں یا اور پیرشت میں نگیا یعنی ان کی خدمت کر کے یا ان کو راضی

رکھ کر جنت کا استحقاق حاصل بخیا تیری ویت جابر کی بیہی کہ جبریل علیہ  
 السلام نے اگر کہا یا محمد میں ادلائل احد اویہ وار فذل النار فاعذہ اللہ قل امیرتک  
 امین الحدیث وادع الطوائف لمدح حسن پانچوان صلہ متعلق اور وہ پر یہ ہے  
 کہ بعد ان کے موت کے اونکی لئے دعا و صدقہ و استغفار و نحو بجالائی حدیث  
 ابی اسید ساعدی میں آیا ہے کہ ہم نزدیک حضرت کے بیٹھے تھے اتنی میں ایک  
 بنی سلمہ کا آیا اور اسنے کہا اسی سول خدا اعلیٰ نقی میں براوی تھا اور ہمارے  
 بعد تو تھا یعنی مان باب کی ساتھ نیکی کرنے میں سے کوئی نیکی باقی ہی بعد اون  
 موت کے میں ان کے ساتھ بجالاؤن فی بیانہم الصلوٰۃ علیہا وکلا سعفا علیہا  
 وادعہم اذ عہد ہما نس بعدہما وصلہ الرحم القلائف وصل الاتھا واکرام حدیث یقصا  
 رواہ ابو داؤد و اس ماحۃ یعنی دعا و استغفار کرنا واسطے اونکی یہ ایک کام ہوا  
 اور جاری رکھنا اونکی سہد کا بعد ان کے یعنی اونکی وصیت قرار کو پورا کرنا یہ  
 دوسرا کام ہوا اور صلہ رحم کرنا یہ سب اونکی یعنی جو لوگ مان باب کے رشتہ کی  
 وجہ سے لائق صلہ کے ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا جیسے خالہ  
 نانی یا چچا دادا بیہ تیسرا کام ہوا اور عزت و خاطر داری کرنا مان باب کی دستوں کی جوتھا  
 کام ہوا سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت سے دریافت کر کے اپنی ہانکی طرف سے ایک کنواں  
 بنوا دیا تھا اور کہا ہد کلام سعد یہاں سے کہ حضرت فی صدقہ آب کو بہتر فرمایا تھا  
 یہ پانچوان کام ہوا حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ یہ سب امور داخل صلہ وائیک

وحقوق ابویں میں اس حدیث کو ابن حبان نے ہی حسن راج کیا ہے اور آخر  
 حدیث میں اسناد اور بڑایا قَالَ التَّحْلِ مَا أَكْثَرُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاطْيِبُهُ قَالَ فاعمل به  
 چہا صلہ نہی ہے کہ اگر ان باپ کو کسی کا ملوک و غلام و کنیز پائے اور قدرت  
 اونس کے آزاد کرانے کی رکھتا ہو تو قید رقیّت سے رہائی دلائے حدیث  
 ابی ہریرہ میں فرمایا ہے لا یجزي ولد والد الا ان یجد حملی کافیشتریه  
 فیحققه رواه مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجه والنسائی  
**فصل صلہ رحم احوال غیر ہم میں** بیمنونہ رضی اللہ عنہا فی ایک کنیز آزاد  
 کر دی تھی حضرت سی نہیں پوچھا تھا جب انکی نوبت کا دن آیا تو حضرت سی  
 کہا اے کو معلوم ہوا ہو گا کہ میں اپنی کنیز آزاد کر دی ہے فرمایا کیا تو نے آزاد کر دی کہا ہاں یا امامانک  
 لو اعطیتھا احوالک کان اعظم لاجرک رواه الشيخان وابوداؤد والنسائی  
 یعنی اگر تو وہ لونڈی اپنے مامون کو دیتی تو تجھ کو بڑا اجر ملتا یہ سنی کہ صدقہ کرنا  
 اہل قرابت پر صدقہ و صلہ رحم دونوں ہوتا ہے ف ابو ہریرہ نے رفعا کہا  
 تفیل یتیم کا خواہ اسکا ہو یا غیر کا میں اور وہ دونوں جنت میں ہونگے مثل اسکے  
 اور اشارہ کیا طرف سبایہ و وسطی کے دوام مسلمین کہتا ہوں کہ اگر یتیم اپنا  
 رشتہ داری تو کفالت اسکی داخل صلہ رحم ہے اور اگر اجنبی ہی تو داخل صدقہ  
 پھر خواہ یتیم پسر ہو یا دختر اور ایک ہی یا کئی سب کے لئے بشارت جنت کی اور عذر  
 مغفر کا آیا ہے وبتہ الحمد وبتہ الفظ ابو ہریرہ کا رفعا یہ ہے کہ سب پہلے دروازہ

ہنستین کہو لنگھا لکن ایک عورت کو دیکھو لنگھا کو دیکھو جسے انکی جانا چاہتی ہے  
 میں کہو لنگھا تو کون ہے وہ کہے گی میں ایک عورت ہوں جو یتیموں کی پیٹھ پر ہے  
 رواہ ابو یعلیٰ و اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالیٰ یعنی یتیم آیام کی ساتھ صدقہ ادا  
 کیا اور انکو پالا تھا محرم رستور کہتا ہے صدقہ تعالیٰ میری مان کو جنت الفردوس ہی  
 اور انہوں نے بعد انتقال والد کے ہم دو برادر دستہ خواہر آیام کو کنا عطا  
 میں نہایت تکلیف کی حالت میں پرورش کیا تھا غفر اللہ لہما و بی عنا الحسن  
 و زینب زن ابن سعودی پوچھا تھا اگر میں صدقہ اپنے خاوند اور یتیموں  
 دو جن میری کو دین میں قبیح کافی ہو گا نہ مایا تجکو دہرا اجر ہے ایک اجر قربت کا  
 دوسرا اجر صدقہ کا رواہ النیخان بعض نے کہا ہر اصدقہ تطوع ہے اور بعض  
 نزدیک فریضہ نہ کرے تھا اور کسی نے کہا عام ہی و نون کو شامل ہے ہر حال  
 بصوت قربت یہ صدقہ صدقہ رحم نہیں مستحکم ہو کہ حسن کرنا بی بی کا ساتھ  
 خاوند کے یا خاوند کا ساتھ بی بی کے حکم صدقہ و صدقہ رحم میں ہے حدیث سلمان  
 بن عامر میں نہ مایا ہی الصدقة علی المسکین صدقة علی ذی الرحم ثنتان  
 صدقة و صدقة رواہ النسائی و الترمذی و حسنہ و ابن خریعة و ابن حبان و ابی الک  
 و علی اصحہ الا سنائی سکنیج دیا تو صدقہ ہوا اور رشتہ دار کو دیا تو صدقہ و صدقہ  
 ہوئے انوار کا لفظ دفعاً یہ ہے ان الصدقة علی ذی قرابة یضعف لہما مرتین  
 رواہ الطبرانی بحکم حدیث ابی ہریرہ میں یہاں تک فرمایا ہے یا ائمہ محمد و آلہ

بیہ لا یقبل اللہ صدقہ من رجل ولہ قرابۃ محتاجۃ الی الصلۃ ویصرف الی غیرہ  
 اللہ شراہ الطبرانی و ما لہ تفاتی نے جسکے رشتہ دار محتاج صلہ میں اور وہ ان کو جو چاہے  
 غیر فکودیتا ہے تو اس کا صدقہ نزدیک اللہ کے قبول نہیں ہوتا پہلی کہ اول خویش  
 بعدہ درویش و صلہ رحم میں ترتیب یہ ہے کہ اقرب فالاقرب سے شروع  
 اُسے اول ثان پین چہریتی پین بہائی پیران با یکے رشتہ دار قریب جیجی  
 اور چچا کا بیٹا یا دادا اور دادا کا بہائی یا خالہ یا خالہ کی اولاد یا بہانجا بہانجی یا بیجی  
 یا بیجی یا خسر یا خسر پورہ یا مامون اور مامون کی اولاد انکے سوا جو رشتہ دار میں  
 وہ سب بعید ہیں جب مال اپنی جان اور اپنے اہل و عیال سی فاضل ہو تو بقدر  
 گنجائش حاجت کی رشتہ داروں کو دے دور و نزدیک کا فرق سمجھے اسی کا  
 نام صلہ رحم ہے پیر اگر اقارب محتاج صلہ کے ہوں تو انکے ساتھ خوش خلقی سے  
 پیش آنا اور حقوق اسلام کی رعایت ساتھ انکے رکھنا یہی داخل صلہ ارحام  
 کچھ صلہ رحم اسی لینے دینے ہی پر موقوف نہیں ہے دنیا اوی جگہ تو ماہی جہاں  
 کہ دوسرا جہت مند ہو مثلاً سطح نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی ابو بکر صدیق  
 فی نقضہ سلم کا بند کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ بات اونکی پسند فرمائی اس مقدمہ میں وحی آئی  
 آخر ابو بکر نے نفقہ مذکور جاری کر دیا یہ سطح ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں بنے تھے منجد  
 مہاجرین اہل بدر کے انکا ذکر سورہ نور میں آیا ہے معلوم ہوا کہ ہیں کی اولاد داخل  
 رحم ہوتی ہے لہذا اللہ فی سطح کی سفارش فرمائی اور کہا کہ اہل فضل کو ایسی قسم

کہانا چاہئے مراد اہل فضل سے ابو بکر صدیق ہیں چنانچہ ہر صدیق نے یہ قسم کھا کر میں کہیں غرض سطح کا بند نہ کر دنگا بنے رسالہ صلاح ذات البین میں ایک فصل بیان میں صلہ رحم کی یہی مستند کی ہے صفحہ ۱۲۲ میں کچھ غلامہ و سکامع زیادت آجگہ لکھا جاتا ہے بخاری نے ادب مفرد میں یہ حدیث لکھی ہے اس میں بعد ذکر مان باسکے فرمایا ہے تو یوں صدیکو یعنی اللہ ملا قرب فلا قرب مراد احمد و ابن ماجہ الصاو صحیحہ لکھتے ہیں یا علی صیت کی اور چوتھی بار باسکا ذکر کیا ہے پانچویں بار رشتہ وار قریب کا ایسا ہے حدیث ہزبن حکیم میں بھی منسہر فرمایا تھا ادنا لافاد بالدرہ اسم اور ابو ریشہ کا لفظ رفعاً یہ ہے املہ و ابالک ثواختلو واخلالک ثم ادنا لافاد بالدرہ الحاکو یعنی پہلے مان باسکا صلہ کر لیں پھر بہائی کا پھر نزدیک کی تے والیک حیا نبی کہا ہی بعض علما نے تردید کیا ہی دادا اور بہائی میں اکثر نے کہا کہ دادا مقدم ہی بہائی پر شافعیہ ہی اسکی قایل ہیں پہلے دادا ہی پھر بہائی چچران باپ دونوں سے زیادہ قریب ہے اور سپر مقدم ہو گا جو کہ فقط مان باقیط باپ کی قریب ہی پھر قرابت و ذی رحم میں محارم مقدم ہیں غیر محارم پر پھر ساری حسباً پھر سسرال والی پھر اہل و لا پھر ہمسایہ یا بھلا مانکا مقدم ہونا باپ پر لگے حدیث نبوی ثابت ہی اس سطح باپ بعد مان کی سب ذی القربی پر مقدم ہی مان باپ اگر شرک و کاف ہوں تو بھی اونے سلوک کرنا جائز ہی حضرت عمرؓ نے اپنی کافر بہائی کو ایک جلد دیا یعنی جوڑ لباس کا فاطمہ لفظ رحم کا رشتہ پر ہوا ہی شہدہ و ہر شخص کے و ہوتی ہیں جن کی اپنی



نسب کا علاقہ ہو خواہ وہ اس کا وارث ہو یا نہ ہو محرم ہو یا نہ ہو یہی قول راجح ہی کسی نے  
 لیا مزا درحم سے فقط محارم میں سوا گریہی مراد ہوگی تو اولاد چچا کی اور ماموں کے  
 خارج رہیگی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحم میں مقدم سب پر والدین  
 میں پہلے بہائی بعد تقدیم باعتبار کثرت و قلت قرب کی ہے جیسے دادا دادی  
 نانا نانی اور جد و جد کی بہن بہائی یا حقیقی نانا کی بہن بہائی پہر خود اسکے سکے بہن  
 بہائی پہر سکے چچا اور ماموں کی اولاد پہر رہے ہے رشتہ دار بشرطیکہ یہ سب نکاح  
 صحیح سے پیدا ہوئے ہوں اسلی کہ اولاد زنا نامی اولاد ہوتی ہے نہ باپ کے جب  
 باپ کی اولاد نہ ہوئی تو نسب جو سبب تھا صلہ رحم کا وہ پایا نچا کیونکہ نسب باپ کا ہوتا ہے  
 نہ مانکا بعد مان باپ کے سب رشتہ داروں میں مقدم رشتہ شوہر کا ہوتا ہی حقیق  
 بی بی کے اسوجہ جی حقوق زوجین بہت سخت ہیں مثل حقوق والدین کے  
 جس طرح اولاد سامنے مان باپ کے حکم غلام کا کہتے ہے اسی طرح بی بی سامنے شوہر کے  
 حکم کنیز کا سار کہتی ہے یہ مضمون حدیث عائشہ میں آیا ہے سوا گر خاوند کے  
 عورت کا محتاج و غلس ہو تو پہلے اسی کا صلہ رحم کرے صدقہ تطوع بلکہ صدقہ واجب  
 اوی کو دی لیکن جبکہ وہ شریف یعنی سید نہ ہو اسلی کہ سید پر زکوٰۃ لینا گو سید  
 اس کو دی حرام ہے بلکہ سید کی لونڈی غلام پر یہی حرام ہی اور اگر شوہر سید  
 نہیں ہے تو پہر دہر اجر ہے ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحم کا ف صلہ رحم کا نام  
 کہ جب کا نفقہ اس شخص پر واجب نہیں ہی اس کے ساتھ سلوک و احسان کرے کیونکہ

جبکہ نفقہ واجب ہی وہ مسئلہ پر مقدم ہیں سو مان باپ کا نفقہ اولاد پر ادنیٰ وقت  
 واجب ہوتا ہے کہ والدین محتاج ہئیت میں ہوں اور اولاد آسودہ و بالغ ہو  
 حدیث عمرو بن شعیب سے من جہدین آیا ہے کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے رسول خدا  
 میری پاس مال ہے اور میرا باپ میری مال کا محتاج ہی منسہر مایات و مبالغہ  
 لوالدک ان اولادکھ من اطلبک سکر کل امر کسب اولادکھ رواہ ابو داؤد و ابن  
 ماجہ یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اولاد یا کمائی ہے تمہاری تم لوگوں  
 کمائی میں سے کہاؤ یہ حدیث دلیل ہے نہایت پر کہ نفقہ والد محتاج کا والد غنی کا  
 یہاں تک کہ اگر باپ اس کا مال چاہے اگر لیلے یا اس کی کنیز سے پس جائی تو کچھ حد  
 لازم آئے گی بسبب شبہ ملک کی کہ ان فی الرقاعہ اسی طرح نفقہ اولاد کا باپ پر ادنیٰ  
 وقت واجب آئے گی کہ اولاد صغیر اور نابالغ ہو یا بالغ ہی لکن محتاج ہی اور نابالغ  
 مالدار تو باپ کو چاہئے کہ اولاد غنی پر صرف کری بدلیل حدیث جابر بن سمیرہ کہ  
 حضرت فی فرمایا سمعنا اے علی اللہ احد کہ خراف لیبہ منفسہ فاحل بیتہ رواہ مسلم  
 یعنی جب تم میں اللہ تعالیٰ کی سبکو مال عطا کرے تو وہ پہلی اپنی جان پر اور پس گھر والوں  
 جان پر صرف کری گھر والوں میں اولاد داخل ہے جس طرح کہ بی بی داخل ہے خواہ  
 صبیان ہوں یا جوان تا دار اور حدیث ابن مسعود میں منسہر مایا ہی وابداء میں تعالیٰ  
 املوا انک و احتالوا لئلا تملکوا فاداک رواہ الطبرانی اسناد حسن واصلہ فی تصحیح یعنی شروع کر نفقہ کو  
 عیال سے اس جگہ اولاد کو مان باپ یہاں کی ہیں اور باقی رشتہ داروں پر مقدم کیا



حامین اور جو رحم محتاج نفع کا ہے وہ احق ارحام بالصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے فلینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیہ رزقہ ولینفق مما آتاه اللہ  
 لا یكلف اللہ نفسا الا ما اناھا علی المیسر قد ارسلنا علی المشرق والمغرب  
 سنن ابو داؤد میں آیا ہے کہ ایک شخص فی حضرت سی پوچھا کہ میں کس کی ساتھ  
 نیکی کروں نہ را یا املک و اباک واختک و اخاک و مولک الذی یملک  
 ذلک حق اللعۃ رحمہم صوفی اس حدیث میں بعد بیانی میں کہ غلام کا ذکر ہی فرمایا  
 اسنی کہ وہ خدمت کرتا ہے پس کو حق و جب اور رحم موصول نہیں یہ حدیث ابو  
 برزہ میں رفعا آیا ہے کہ للصلوک طعام و کسرتہ بل لعمروہ لا یكلف من العمل الا ما یطیق  
 اور فقہین میں روایت ابو ذر فرمایا ہے فسطحہ مما یناکل ویلبسہ مما یلبس  
 ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت فی نہ را یا کفی بالجل اغنا اللہ محبس عن عیالک قتہ  
 رواہ امام اور دوسرا لفظ یہ ہے کفی بالمرء اثمالہ یضیع من یقوت اس میں ہمارے  
 اہل سیال و مالک و عینہ داخل ہیں لہذا جب ہند بنت عتبہ نے عرض  
 کیا تھا کہ ابو سفیان ایک مرد بخیل ہی مجھ کو اتنا نہیں دیتا کہ مجھے اور میری اولاد  
 لغایت کری کر جو کچھ میں اوسکی خیمہ میں دلاظمی میں لیون تو فرمایا حدی  
 ما یحمیک و ذلک للفرق متفق علیہی اس حدیث پر کتاب دلیل الطالب میں  
 بسط کیا ہے یہ حدیث دلیل ہی سبب پر کہ فقہ اولاد کا باپ کے ہی شان  
 بلکہ خود ام اولاد کا نفقہ ہے والد اولاد پر و جب ہی اگر باپ نہیں ہی تو بیانی وغیرہ

جو اولیاء میت کی مین اونکے ذمہ وہ نفقہ اولاد میت کا عاید ہوتا ہے لیکن کہشہ  
اولاد اس مسئلہ سے آگاہ نہیں ہے اگر مان مالدار ہوتی ہے تو اولاد و جو ب اپنے  
نفقہ و عینہ و حقوق کا اد اسکے ذمہ پر لازم جانتی ہے حالانکہ یہ بات  
بالکل صحیح نہیں ہے مان پر کوئی حق اولاد کا نہیں ہوتا ہے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی  
سارے حقوق اولاد کے والدین بنات پر ہوتے ہیں وہی ختم پرورش و تربیت  
و بلوغ و نکاح پر کوئی حق مان نفقہ کا ذمہ پر باپ کے ہی باقی نہیں رہتا ہے مگر حق  
صلہ رحم کا وہی بصورت افلاس اولاد و متول الد کے والد علم و اکثر لوگ  
جن کو علم نہیں ہے اور صحبت اہل علم اور نہ شوق دریافت مسائل و حکام علم  
دین کا اولین کوئی طرف قربت مادری کے چمک پڑتا ہے اور کوئی طرف قرابت  
پدری کے اور کوئی طرف قرابت زوج کے اور کوئی طرف قرابت زوجہ کے  
حالانکہ یہ مسئلہ حاسر منظر ہوتا ہے اسلئے کہ امید نے ہر ایک حقدار کا ایک حق  
مقرر کر دیا ہے اور اسکے لئے ایک حد معین فرمادی ہے اعطی کل ذی حق  
حقہ اوس سے تجاوز کرنا درست نہیں اور جو تجاوز کرتا ہے وہ مرتجب گناہ کا  
ہوتا ہے مثلاً سسرال کی رشتی میں فقط حضرت فی ذکر حصر و سر پرہ کے  
اکرام کا کیا ہے پس حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ عنی جد میں فرمایا ہی الحق  
ما یکرم علیہ الرجل ابنتہ و اختہ و ذوات الخمسة الا الترمذی اور قرآن میں ہی ہے  
وہی شہرتاے بن ایک نسب نیک باپ کی طرف سے ہوتا ہے دوسرا صہرہ

سراں کا رشتہ ہی افضل آتی ہے پس اہل ہوتو وہ کس ترتیب سے صرف کریں اور  
کس نفقہ کا اجر زیادہ ہے ابو ہریرہ کہتی ہیں رسول خداؐ فرمایا ہے ایک دینار  
جو تو نے راہ خدا میں صرف کیا ایک وہی جو تیرے میں اٹھایا ایک وہی جو تیرے  
خرج کیا ایک وہی جو اپنے اہل پر صرف کیا ان سب میں اجر اس نفقہ کا بڑا ہے  
جو تو نے اپنے اہل پر صرف کیا ہے روایہ مسلم معلوم ہوا کہ جود جوہ خیر میں مقدم  
اپنے گھر والوں پر ہے جیسے بی بی بنی نچے خادمہ مرکب بخواتین کی حدیث میں  
فرمایا ہے افضل دینار جو آدمی خرچ کرتا ہے وہی جو اپنے عیال پر اٹھاتا ہے  
پھر وہ جو اپنی اس پر راہ خدا میں صرف کرتا ہے پھر وہ جو اپنے ہمراہیوں کو راہ  
میں خرچ کرتا ہے ابو قتادہ راوی حدیث کہتے ہیں کون شخص اعظم الاجر ہے اس  
آدمی سے جو اپنے عیال پر صرف کرتا ہے کہ انداد کو نفع دے یا غنی کر دے  
روایہ مسلم والترمذی ابو سعید بدری رفعاً کہتے ہیں آدمی نے خیر اپنی اہل پر  
خرچ کیا اور سید اجر کی رکھی تو یہ اسکی لئی صدقہ ہوا رِجاء الشجاء والترمذی  
والنسائی مقدم بن معمر کرب فی رفعاً کہا ہے ما اطعت نفسك ولا  
صدقة وما اطعت لذلك فهو لك صدقة وما اطعت نرجو جنتك فهو لك  
صدقة وما اطعت خادمتك فهو لك صدقة رواہ احمد بن حنبلہ حدیث میں علامہ  
بیان اجر نفقات کے ترتیب نفقات ہی بیان کی ہے اور خاص گھر والوں کا  
دکر کیا ہے حدیث ابن مسعود میں منہ ریا ہی الید العلیا خیر من الید السفلی



وہی حکم صدقہ میں ہی جابر کی حدیث میں فرمایا ہی کل من فوجہ قوما معقولہ علی امکہ کسلہ  
 مسئلہ وارثہ للزعمہ صدقہ صدقہ و لعلہ انطی علی کلمہ اسناد ابن المنکدر نے کہا روایت عرض ہے  
 مراد و نفقہ ہی جو کسی شاعر یا کسی مد زبان کو دیا جائے یعنی واسطے حفظ آبرو کے تاکہ  
 وجود قبح و ذم نہ کرے جابر روفا کہتے ہیں اول ما یوضع فی میزان العبد نفقہ  
 علی اہلہ رواہ الطبرانی فی الاوسط معلوم ہوا کہ جملہ نفقات میں حج و عمرہ  
 اپنی اہل پر ہے اوتنا اجر کسی نفقہ میں نہیں ہے یہی صدقہ سب سے پہلی مقبول  
 ہوتا ہے فصل غنی کو سوال کرنا اور غنی کو زکوٰۃ دینا منع ہے اگرچہ پشتہ  
 داں ہو حدیث ابن عمر میں منہر یا ہی تم ہمیشہ مانگتے رہتی ہو یہاں تک کہ ایک تم میں  
 اللہ سے ملیگا اور اس کے منہ پر گوشت نہ ہو گا رواہ النسیخان واللسانی یعنی  
 بے آبرو ہو گا میں کہتا ہوں قیامت کو جانے دو سائل دنیا میں ہیں سبکی نظر  
 میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اگرچہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو سودن عمر کا لفظ رفعا  
 یہ ہے لا ینال العبد لیسال وهو غنی حتی یخلق وجہ فایکون لہ عند اللہ وجہ و لعلہ  
 البنار والطرائی حبشی بن جندہ نے کہا ہے کہ جو بی حاجت مانگتا ہے وہ گویا  
 انگار کہا تا ہے رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصمیم حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا  
 من سأل الناس تکذرا فاما یسأل جہرا فلیس نقل اولیست تکذرا رواہ مسلم  
 و ابن ماجہ یعنی جو شخص لوگوں سے اسنی سوال کرتا ہے کہ اس کا مال بڑھے وہ گویا آگ  
 کی چنگاری مانگتا ہے اب و چاہے تھوڑی لے یا زیادہ میں کہتا ہوں یہ حدیث



کو یا سجز ہی سہی کہ اکثر یکہ کل سائل اس مانے کی ایسے ہی نظر آئے کہ اسکا رد  
 کے لئے سوال کرتے ہیں اور شرماتے نہیں حالانکہ احادیث میں نہایت درجہ بہت  
 سوال کے آئی ہے ایک جماعت صحابہ حضرت سی اسی بات پر معیت کی تھے  
 کہ وہ سوال بحرین گے خوف بن ملک کہتے ہیں میں نے بعض کو دیکھا کہ اذکار کو  
 ہاتھ سے چپوٹ گیا کسی سے نہ کہا کہ اوٹھا دو بلکہ خود اوٹھ کر اوٹھا لیا میں نے اس خوف سے  
 کہ مبادا کہیں پہنچ داخل سوال ہو رواہ مسلم والنسائی اور جب ابو ذر سے بیعت لی  
 تو خود حضرت نے یہی شرط مقرر کر دی کہ کسی شخص سے کچھ سوال نہ کرنا یہاں تک کہ  
 تازیانہ کا ہی بلکہ خود اوٹھ کر اوٹھا لیا رواہ احمد وروایت ثقات حدیث ثوبان میں  
 فرمایا ہے من یخجل لی ان لا یسأل الناس شیئاً اتخلف له بالجنة ثوبان نے  
 کہا کہ میں چنانچہ وہ پہر کسی سی کچھ نہ گنتی تھی رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ و ابو  
 داؤد باسناد صحیح یعنی جو کوئی اس بات کا ذمہ دار ہو کہ وہ لوگوں سے کوئی سوال  
 نہ کرے گا تو میں اس کے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ سوال  
 کرنا صفت مہلکہ ہے قیصر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ان المسئلة لا تغل الا لاحد  
 ثلاثة رجل تحمل حمالة فحلت له المسئلة حتى یصیب عظمیہ و رجل اصابته  
 جاححة اجتاحت ماله فحلت له المسئلة حتى یصیب قواما من عیشا و قال سدا اذا  
 من عیش و رجل اصابته فاقة حتى یقول ثلاثة من ذوی الحجی من قومہ فقد اصابته  
 فلان فاقة فحلت له المسئلة حتى یصیب قواما من عیشا و قال سدا اذا من عیشا فاسوا من

للسائل ان یصبر علی ما یصلح لہ من احوال و لا یرى السائل فی سوال کرنا تین شخصوں کے  
 درست ہی ایک ہے جس پر کوئی حوالہ ہو دوسرا وہ جس پر کوئی آفت آئی ہو جس پر کوئی  
 اور کا تباہ ہو گیا ہو تیسرا وہ جس کو فاقہ ہوا و تین آدمی عقلمند اور اسکے فاقہ کی گواہی  
 دین اسکے سوا جو مال سوال سے لیکھا وہ حرام ہی یہ حدیث قول فیصل ہے  
 و بارہ حجاز و حدم جو سوال کے لکھنے آج تک کوئی سائل اس صفت کا نہیں  
 دیکھا بلکہ جس سائل کو پایا مال حرام ہے کہاتے اور کہاتے پایا حدیث ابن عمر  
 فرمایا ہے ید العلیل من ید السعیر و ما لک التخنن و ما واد و السائل  
 دست بالا وہ ہے جو دیتا ہے دست زیرین وہ ہے جو لیتا ہے اس میں ترجیح یہ ہے  
 سطل کی اور تہلیل ہی کیسے نہ کی باوجود ہر یہ رفا کا کہتے ہیں لیس العی عن کساة  
 العی و لکن العی عن العی و ما لک السته الا اس ماحدة یعنی تو گری  
 حیرت سار کا نام نہیں ہے بلکہ دلی بے نیازی کا نام ہے جسے سیکردن  
 آسودہ حال کیجیے کہ بیک مانگتے پرتے ہیں عمدہ لباس بدن میں ہے مگر ایک  
 بیسا ہی کوئی دے تو پتھرین اور بعض محتاج ایسے دیکھئے کہ باوجود حاجت کر  
 لب بستہ و بارسا میں کابیش یہ یہ بات درست ہی کہ تو گری بدل ستہ  
 بال حدیث ابو ذر کا لفظ مرفوع یون ہے اما العنا عنی العی  
 و العی عن العی و ما لک اس حدیث میں عوام رفا کہتے ہیں  
 کہ اگر کوئی تم میں سے لیکر ایک گھٹا لکڑی کا اپنے پیٹ پر رکھے کہ لائے اور اس کو بیچ کہے

اور اپنے آپ کو بچائے تو یہ بہتر ہے اور سکے لئے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اس کو دین یا نہ دین سزاوارہ البخاری وابن ماجہ وغیرہما ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لا یتحیط لحد کو خیرۃ علی ظہر خیر لہ من ان یسأل احدا فیعطیہ اولیغفرہ رواہ مالک والشیخان والترغی والنسائی مسموعاً من ابن عمر فی رفعاً کہا ہے ما اکل احد طعاماً خیراً من ان یشاء کل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل یدہ رواہ البخاری

یعنی سب سنی بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کام سے کھائے داؤد علیہ السلام ایسا کرتے تھے معلوم ہوا کہ پیشہ کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اس کی قیمت سی انپاٹ پاتے یعنی بیٹ المال سلطنت سی کہ وہ حقوق مسلمین میں کچھ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق کبیر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت میں تھا ہر کہ نان از عمل خویش خورد منت حاتم طائی نیز اس زمانہ آخر میں کہ ہندوش قیامت ہی سوال کرنے کو تعیب نہیں جائے لیکن حرفہ کو حقیر سمجھتے ہیں غییر کا مال لے لینا اور ناحق کا اسحاق جانا انصاف شیرازی اور جوبات انصاف کی تھی وہ ظلم شیرازی ہے سن وضع زمانہ دیگر کہ مبادا ازین بستر گرد و ف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معلوم ہوا کہ جو مال سال کو بغیر طیفش معطی کے ملتا ہی اوس میں بکت نہیں جاتی ہے سزاوارہ ابن جابر اللہ حدیث جابر میں فرمایا ہے کوئی آدمی میرے پاس آکر ناختم ہی میں اس کو دیتا ہوں

لیسائی ناصیحتہ تحت یکھا صلیحاً رواہ ابو داؤد و الشیخان ابوداؤد والنسائی  
 درست ہی ایک جہر کوئی حمار ہو دوسرا وہ جہر کوئی آفت آئی ہو جس پر  
 اس کا تباہ ہو گیا ہو قیسرا وہ جس کو فاقہ ہو اور قرین آدمی عقل مند اس کے فاقہ کی گواہی  
 دین کے سوا جو مال سوال سے لیا گیا وہ حرام ہی یہ حدیث قول فیصل  
 دربارہ جواز و عدم جواز سوال کے لیکن ہم نے آج تک کوئی سائل اس صفت کا  
 دیکھا بلکہ جس سائل کو پامال حرام ہے کہاتے اور کہاتے پایا حدیث ابن  
 فرمایا ہے الید علیا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم رواہ الشیخان ابوداؤد والنسائی  
 دست بالا وہ ہے جو رتبات دست زیرین وہ ہے جو لیا ہے اس میں تو  
 سطل کی اور تذلیل ہی کیسہ نہ کی باوجود ہر رد و فعا کہتے ہیں لیس الغنی عن  
 العرس و لکن الغنا عن العرس رواہ الستہ الا ان صاحبہ یمنی  
 تجرید کثرت سامان کا نام نہیں ہے بلکہ دلکی بے نیازی کا نام ہے ہم نے  
 اسودہ حال دیکھے کہ بیک مانگتے پرتے ہیں عمدہ لباس بدن میں  
 یہاں ہی کوئی دے تو چھوڑیں اور بعض محتاج ایسے دیکھے کہ باوجود  
 لب بستہ و یار ساہن ہمیشہ یہ بات درست ہی کہ تو نگری  
 بمال حدیث ابو ذر کا لفظ مرفوع یون ہے انما الغنا غنی  
 والعمر صر العلب رواہ ابن حبان زیرین سوام  
 اگر کوئی تم میں سے لیکر ایک کپڑا اپنے پیٹ پر کہہ کر لائے

اور اپنے ابرو بچائے تو یہ بہتر ہے اور اسکے لئے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو دین یا نہ دین رواہ البخاری وابن ماجہ وغیرہ ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لاشعاً طلب احد کو خیرۃ علی ظہر خیر لہ من ان یسأل احدا فیعطیہ اولیغہ رواہ مالک و الشیخان والترمذی والنسائی رحمہم اللہ بن سعد بن ابی ہاشم نے رفعاً کہا ہے ما اکل احد طعاما خیرا من ان یأکل من عمل یدہ وان بنی اللہ داؤد علیہ السلام کان یأکل من عمل یدہ رواہ البخاری یعنی سب بنی بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کام سے کھائے داؤد علیہ السلام ایسا کرتے تھے معلوم ہوا کہ پیشہ کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اسکی قیمت سی اپنا پیٹ پالتے یعنی جیٹ مال سلطنت سی کہ وہ حقوق مسکین میں کچھ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت میں تھا ہر کہ نان از عمل خویش خورد چست حاتم طائی نیز اس زمانہ خسرین کہ ہمدوش قیامت ہی سوال کرنے کو تعیب نہیں جاتے لیکن حرفہ کو حقیر سمجھتے ہیں غیرہ کا مال لے لینا اور ناحق کا احقاق جانا انصاف نہیں ایسی اور جو بات انصاف کی تھی وہ ظلم نہیں ہے سہ من وضع زمانہ در فکر کہ مباد ازین بستر گردد حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معلوم ہوا کہ جو مال اس کو بغیر طیب نفس معطی کے ملتا ہی اوس میں بکت نہیں جاتی ہے رواہ ابن جابر علیہ السلام حدیث جابر بن عبد اللہ سے کہ کوئی آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہی میں اسکو دیتا ہوں

وہ لیکر عیدیتا ہے وہ اپنی کو دین ہیں اور ہاتھ کرال کو دواہ اس حسان عمر کو خشت  
 لچر دیتی تو وہ کہتے مجھے زیادہ تر محتاج کو دوسرا تے ادا چاہا میں مدلل  
 تھی و اس عمر شریف و امثال عدہ و معالہ و اس سبب کلمہ و اس سنت  
 لصدافہ و ملا و لا تمتعه و سلف و دواء التیہنات و النساتی  
 یعنی حوالہ بے تاکے اور بے مانگے ملے اوکو لیکر کہا یا صدقہ کر اور جو یوں ملے تو  
 اوکی تاک کر حکایت یکبارہ کو ایک چیز خطا کی عمر نے پیر دی فرمایا کہ  
 ہیرن کہا آپ ہی نے فرمایا تھا کہ کوئی کسی سے کچھ نہیں ہی بہتر ہے فرمایا اہل مال  
 عن المسئلة فاما ساکن من غیر مسئلة فاما من غیر فقر قلب الله للعدی و دواء سالک  
 حرسلا یعنی مانگ کر ملے اور جو بے مانگے ملے داندہ کار زرق ہے جو اسے بکھر  
 دیا ہے عاترہ سے فرمایا ہاں اعطاک عطاء بعیز مسئلة فاصلہ فاما من یف  
 عرصہ اللہ و دواء احد و لیس فی ذلک ہقی اس باب میں کہ جو بے سوال ملتا ہے  
 و داندہ کار زرق ہے اوکو ویس بکری بہت حدیثین آئی ہیں اور ہشتران  
 سع کیا ہے عقد اندہ نے ایسے باپ امام احمد سے یوحیا تھا کہ ہشتران کیا ہے  
 کہا تعول و سلف سیعب الی فلاں سیصلی فلاں یعنی اپنے جی میں  
 کہا کہ فلاں شخص مجھ کو کچھ پیسے گا یا صلہ دیگا فابو موسیٰ شہری فی رفا کہا  
 صلحوں میں مسئلہ لوجہ اللہ و سلفوں میں مسئلہ لوجہ اللہ تم مع مسائلہ مالہ سالک  
 حصار و دواء الطرائی و حالہ و حال الصبح بحر سے مراد امر قبیح ہے سوال قبیح کلام

قبیح کو طہرانی سے یہی رافع سے رفعاً تا لفظ سائر روایت کیا ہے ابن عباس  
 رضی اللہ عنہما کہ خبر کہ بشر الناس بجل یسأل بوجه الله ولا یعطى رواہ الترمذی  
 و حسنہ و الشافعی و ابی یوسف و ابو ہریرہ و کافظہ و یونان ہے کہ خبر کہ بشر البریۃ قال ابی یوسف  
 رسول اللہ قال الذی یسأل بالله ولا یعطى رواہ احمد و فیہ ان حدیثی منی معلوم  
 کہ جو سائل یہ کہہ کر مانگے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے خدا اللہ کی واسطے کچھ دو تو او کو مومن  
 ضرور کچھ دیدے گا و اسکا سوال پورا کرے تاکہ لعنت رسول خدا صلعم سے بچ جائے  
 اور وہی سائل ملعون نہیں ہے یہ نہیں ہے اسوقت کے سائلین غالب و عین  
 ہیں کہ شہر خدا ہی کا نام و واسطہ فلا کر بیگ مانگتے ہیں آپ تو طوق لعنت کا  
 پہننے ہیں گرد و سبزی کو پہی لے مرتے ہیں اسکی کہی رسول عنہ طابقت عطا  
 سوال کی نہیں رکھتا تو او کو مفت میں قابل ہونا پڑتا ہے صابا خجلت  
 سائل بزیسہم در کرد سبے زری کردین اطحہ بقارون نہ کر کرد اور اگر سوال  
 عنہ نے رہا لکن شہر اکرا و رکلی ناخوشی کے ساتھ تو یہ مال انکار تیش جنم ہو یعنی  
 حق میں سائل کے اور سائل نے گویا دیدہ و دہشتہ ناری ہونا اپنا منظور رکھا  
 مثلاً اصبعہ علی النار فبعض اہل علم نے کہا ہے جسکے پاس صبح و شام  
 کا کہنا ہے او کو سوال کرنا حلال نہیں ہے مطابق ظواہر احادیث کی اور کسی نے  
 کہا یہ او سکے ٹی ہے جو دام طعام صبح و شام پر قادر ہے اور ٹی نے کہا یہ حکم  
 منسوخ ہی اذن احادیثی ضمیمہ کر چاساں ہم یا اوقیہ یا اونکی قیمت کا آیا ہے

قال الخطابی حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہیں ادعاء نسخ کا رد انون میں مسترک ہے  
اور مرجع معلوم نہیں ہے شافعی جرح و سند ثانی تھے کہی آدمی ہر اکسب  
ایک ہم سے غنی ہو جاتا ہے اور کہی ہر اضعف نفس کثرت عیال کے ہزار  
درہم سے پی غنی نہیں ٹھہرتا سفیان ثوری وابن المبارک وحسن بن صالح و  
بن منبل ابن ابی ہریرہ کا مذہب یہ ہے کہ جسکے پاس درہم یا سونا ہوتا  
قیمت کا سے او سکوز کوۃ مذ سے اور حسن بصری ابو عبیدہ کہتے تھے کہ پاس  
درہم والا غنی ہوتا ہے صحابہ راہی کا قول یہ ہے کہ جسکے پاس نصاب سے  
کم ہے او سکوز کوۃ و نیا درست ہی اگرچہ تندرست کمانے والا ہو سکی ساتھ  
یہ جی کہتے ہیں کہ جسکے نزدیک ایک دن کا قوت ہی او کو سوال کرنا حلال نہیں  
استدلوا لهذا الحدیث و لا تعلم انتہی میں کہتا ہوں مراد اس حدیث سے  
یہ حدیث ہی میں سال وعدۃ ما یعبیہ و اما یستکرم من النار ما اراد و اولیٰ حل  
ابن حبان کا لفظ یہ سے یستکرم من حریم قالوا یا رسول اللہ ما عبیہ قال ما  
عبیہ اولعتہ و مراد اس حریمۃ ایضا حاصل علت سوال کی لئی است  
میں لکن جو او کا اس بارہ میں مشکل ہے ابو ہریرہ سائل کو یہی سمجھو کہ حرام خوار جابح  
حماز مار ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ پر یہ حکم حرمت سوال کا حق میں سلما نوکی ہے  
اور ہوت کی کثیر سائل ایسے میں جن پر اطلاق لفظ اسلام یا ایمان کا صحیح نہیں  
ہوتا ہی لکن نہ نماز رستے میں اور نہ روزہ رکھتے سوال اسکا حرف نہ ہو گیا ہے او



بہیک مانگنا شمار نہیں کیا ہے ہم انہیں کیا افسوس کریں ہم نے عرب عجم خصوصاً  
 حجاز میں ایسے بائبل دیکھے ہیں کہ اگر ان کا لباس بدن اوتار کر فروخت کیا جائے  
 تو ایک ماہ یا چند ماہ تک بخوبی قوت بھری ہو سکتی ہے اور بہت سی ملازم پیشہ دیکھے  
 اور جاگیر دار کہ باوجود کفاف یا سد رقی کے سائل ہیں اور سوال ہی سرسری  
 نہیں بلکہ الحاف کی ساتھ پہر قلیل پر راضی نہیں بلکہ ناشکر ہیں اور دشنام دیتے ہیں  
 اور بعض باطن میں آسودہ و تو نگریں مکن ظاہر میں اون کو کچھ عازد انکار سوال کی نیر  
 اور کچھ غیبت قبول کرنے سے عطا کے اگرچہ ایک ہی خلوس کیوں نہیں ہے  
 یہی صنعت اکثر اولاد شرفار نے اس زمانہ میں خستیا کی ہے انکی کلن و بیطوہ ظلم  
 قوم میں اگر ایک شخص آسودہ حال ہوتا ہے تو برادری والے انکو نام ہی صلہ رحم  
 و حق قرابت کے سخت تنگ کرتے ہیں نہ پراؤ کو کتنا ہی و اور وہ بقدر کفاف  
 فی الحال اپنے پاس ہی رکھتے ہیں اور شرع انکو سوال سے مانع ہی مکن سطح  
 وہ بہیک مانگنی سے باز نہیں آتے ملا دو پیارہ نے خوب کہا ہے البراد کس جی  
 پہر باوجود حصول معاش کے بی تکلف مال کوۃ و صدقہ کو لیکر مثل شیر بادرجال جا  
 یمن اور کو اپنے فوق و فجور و لہو و لعب و اکل و شرب جائز میں صرف کرتے ہیں جبکہ  
 جو دیکھا گیا تو دینے والا اور لینے والا دونوں مرتکب عظام امور و کبار ذنوب  
 ہوتے ہیں اور زکوۃ و شہرعی ہرگز ادا نہیں ہوتی یہ قارب کا العقارب آپ تو  
 تھے مکن اوس اصل حم کو بھی لی ڈوبے اور اوس پر کچھ حم انکو نہ آیا اور نہ وہ مظلوم ظالم

اکی اس برحمتی کو سمجھا اسکا مسل یہ حکایت و حکایت طول عرض میں مہا بہارت  
 اور قصہ ایہ حمزہ یا بوستان خیال سے کچھ کم نہیں ہے خلاصہ اس سب ماجری کا  
 اسے قدر ہی کہ اسلام بالکل غریب ہو گیا ہے نام باقی رہ گیا ہے کام والی دنیا  
 چلے گئے اب وہ وقت آتا جاتا ہے کہ نام ہی شاید باقی نہ رہے اور بعض نرما  
 جو نام لینے والے ہیں و منہ من ابناء زمان و مطر و دہا بے ران ہیں و انما للہ  
 و انما للہ و اجمعون اللہ احد اعلیٰ کلام اسلام و امتنا علیہ امن  
 آج روز جمعہ ۱۳ رمضان شمسہ ہجری کو یہ رسالہ دو جلسہ میں انجام کو پہنچا  
 وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشَّلَامُ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرْسَلِیْنَ

5666